70295-کیا نماز حاجت مشروع ہے اوراس کا تجربہ فائدہ مند ہوگا ؟

سوال

نماز حاجت بارہ رکعت پڑھی جاتی ہے اور ہر دو رکعت کے درمیان تشہد اور آخری تشہد میں ہم اللہ کی حمد وثنا بیان کرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ کر پھر سجدہ کرے ہيں سات بار سورۃ الفاتحہ اور سات بار آیۃالکرسی اوردس بار "لاإله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شیء قدير" پڑھتے پھر یہ کہتے ہیں :

"اللهم إني أسألك بمعاقد العز من عرشك ومنتهى الرحمة من كتابك واسمك الأعظم وجدك الأعلى وكلماتك التامة"

پھر ہم اپنی ضرورت طلب کرتے اور سر سے اپنا سر اٹھا کر دائيں بائيں سلام پھیر دیتے ہیں.

میرا سوال یہ ہے کہ :

مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ میں قرآن مجید پڑھنے سے منع کیا ہے ، میں نے دوران تعلیم اس نماز حاجت کا تجربہ بھی کیا تھا تو اللہ تعالی نے میری دعا قبول فرمائی اب مجھے پھر ایک ضرورت پیش آئی ہے جو میں اللہ سے طلب کرنی چاہتی ہوں اس کے لیے نماز حاجت ادا کروں یا نہ کروں آپ مجھے کیا نصیحت فرماتے ہیں ؟

پسندیدہ جواب

نماز
حاجت کا ذکر چار احادیث میں ملتا ہے ، جن میں سے دو احادیث تو موضوع اور من گھڑت
ہیں ، اوران دو حدیثوں میں سے ایک میں بارہ اور دوسری حدیث میں دو رکعت کا ذکر ملتا
ہے ، اور تیسری حدیث بھی بہت زیادہ ضعیف ہے ، اورچوتھی حدیث بھی ضعیف ہے اوران دونوں
حدیثوں میں دو رکعت کا ذکر ہوا ہے .

پہلی

حدیث :

وہ ہے
جس کا سوال میں ذکر کیا گیا ہے اور یہ حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما
سے روایت کی جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"تم
بارہ رکعتیں دن میں یا رات میں کسی وقت ادا کرو اور ہر دو رکعت میں تشہد پڑھو جب تم
اپنی نماز کی آخری تشہد پڑھو تو اس میں اللہ کی حمد و ثنا بیان کرو اور نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر درود پڑھو، اور سجدہ میں سات بار سورۃ الفاتحہ پڑھو اور دس بار

"

لاإلہ إلا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ
الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر"

پھر
یہ کلمات کہو:

"

اللہم إنی أسألک بمعاقد العز من عرشک
ومنتهی الرحمۃ من کتابک واسمک الأعظم وجدک الأعلی وکلماتک التامۃ"

اور
اس کے بعد اپنی حاجت طلب کرو اور سجدہ سے سر اٹھا کر دائیں بائیں سلام پھیر دو، اور
یہ بے وقوفوں کو مت سکھاؤ کیوکہ وہ اس سے مانگیں گے تو ان کی دعا قبول کر لی جائیگی
"

اسے
ابن جوزی نے الموضوعات (
63/2
) میں عامر بن خداش عن عمرو بن ھارون البلخی کے طریق سے روایت کیا ہے.

اور
ابن جوزی رحمہ اللہ نے عمرو البلخی کی ابن معین سے تکذیب نقل کی ہے، اور کہا ہے:
سجدہ میں قرآن کی ممانعت صحیح ثابت ہے.

دیکھیں: الموضوعات (
63/2
) اور ترتیب الموضوعات للذھبی (

167

).

اور

اس دعاء "معاقد العز من عرش اللہ" سے مقصود میں علماء کرام کے ہاں اختلاف پایا

جاتا ہے جو شرع میں وارد نہیں بلکہ بعض اہل علم جن میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ

شامل ہیں نے یہ دعا کرنے سے منع کیا ہے؛ کیونکہ یہ بدعتی وسیلہ میں سے ہے، اور کچھ

دوسرے علماء نے اسے جائز قرار دیا ہے ان کا اعتقاد ہے کہ اللہ کی صفات میں سے کسی

بھی صفت کا وسیلہ جائز ہے اس لیے نہیں کہ ان کے ہاں مخلوق کا وسیلہ جائز ہے.

شیخ

البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"میں

کہتا ہوں: لیکن جس اثر اور روایت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ باطل ہے صحیح نہیں، اسے

ابن جوزی نے "الموضوعات" میں روایت کیا ہے اور کہا ہے: یہ حدیث بلاشک وشبہ موضوع

ہے، اور حافظ زیلعی رحمہ اللہ نے نصب الرایۃ (

273

) میں ان کے اس فیصلے کو برقرار رکھا ہے.

اس

لیے اس سے حجت پکڑنا صحیح نہیں، اگرچہ قائل کا قول ہی ہو"

أسألك بمعاقد العز من

عرشك

"جو اللہ کی صفات میں سے ایک صفت کے ساتھ وسیلہ ہے، اور دوسرے دلائل کے ساتھ یہ

توسل مشروع ہے جو اس موضوع احادیث سے غنی کر دیتی ہیں.

ابن

اثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"

أسألك بمعاقد العز من عرشك

"یعنی ان خصلتوں کے ساتھ جن کا عرش عزت مستحق ہے، یا ان کے منعقد ہونے کی جگہوں کے

ساتھ، اوراس کے معنی کی حقیقت یہ ہے کہ: تیرے عرش کی عزت کے ساتھ، لیکن ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب اس لفظ کے ساتھ دعا کرنا مکروہ سمجھتے ہیں.

اس
شرح کی پہلی وجہ پر وہ خصلتیں ہوئیں جن کا عرش عزت مستحق ہے، تو یہ اللہ کی صفات میں سے ایک صفت سے توسل ہوا لہذا جائز ہوگا.

لیکن
دوسری وجہ کی بنا پر جو کہ عرش سے عزت کے حصول کی جگہیں معنی ہے تو یہ مخلوق سے توسل ہے اس لیے جائز نہیں، بہر حال یہ حدیث کسی بحث و تحیث کی مستحق نہیں اور نہ ہی تاویل کی؛ کیونکہ یہ حدیث جب ثابت ہی نہیں اس لیے اوپر جو بیان ہوا ہے اس پر اکتفاء کرتے ہیں. علامہ البانی رحمہ اللہ کی کلام ختم ہوئی.

دیکھیں: التوسل انوعہ وحکامہ (
49–48
).

اور
شیخ صالح فوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں:

"اس
حدیث میں غرابت پائی جاتی ہے جیسا کہ سائل نے بیان کیا ہے کہ قیام کے علاوہ رکوع یا سجدہ میں سورۃ الفاتحہ مشروع ہے، اور یہ تکرار کے ساتھ ہے، اور پھر سوال میں یہ بھی ہے کہ"
أسالك
بمعاقد العزمن عرشك
"جیسے اور کلمات بھی ہیں اور یہ سب امور غریب اور اچھنبے ہیں، اس لیے سائل کو چاہیے کہ وہ اس حدیث پر عمل مت کرے.

اور
پھر نبی کریمص لی اللہ علیہ وسلم سے جو صحیح احادیث ثابت ہیں جن میں کوئی اشکال بھی نہیں جن میں نوافل اور عبادات نماز واطاعت کا بیان ملتا ہے ان احادیث میں ہی ان شاء اللہ کفائت ہے" انتہی

دیکھیں : المنتقی من فتاوی الشیخ الفوزان (
46/1
).

نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
رکوع اور سجدہ میں قرآن مجید کی تلاوت سے منع فرمایا ہے.

علی
بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

"

مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع اور سجدہ میں قرآت کرنے سے منع فرمایا"

صحیح
مسلم حدیث نمبر (
480
).

سوال
نمبر (
34692
) کے جواب میں مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام کی جانب سے حدیث کے متن اور سند کے
ضعف کا بیان ہو چکا ہے آپ اس کا مطالعہ ضرور کریں.

نماز
حاجت کے متعلق دوسری حدیث درج ذیل ہے :

ابن
عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا :

"میرے
پاس جبریل علیہ السلام کچھ دعائیں لے کر آئے اور کہا : اگر آپ کو کوئی دنیاوی پریشانی

ہو تو آپ یہ دعائیں پڑھ کر اپنی ضرورت مانگیں :

"

یا بدیع
السموات والأرض ، یا ذا الجلال والإکرام ، یا صریخ المستصرخین ، یا غیاث المستغیثین
، یا کاشف السوء ، یا أرحم الراحمین ، یا مجیب دعوۃ المضطرین ، یا إلہ العالمین ،
بک أنزل حاجتی وأنت أعلم بہا فاقضہا"

اے
آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے ، یا ذا الجلال واکرام ، اے لوگوں کی پکار سننے والے ،
اے مدد طلب کرنے والوں کی مدد کرنے والے ، اے برائی اور شر کو دور کرنے والے ، اے
ارحم الراحمین ، اے مجبور ولاچار کی دعا قبول کرنے والے ، یا الہ العالمین ، مجھے
ضرورت اور حاجت ہے اور تو اسے زیادہ جانتا ہے میری اس حاجت کو پورا فرما"

اسے
اصبھانی نے روایت کیا ہے دیکھیں الترغیب والترھیب (

275/1

) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف الترغیب حدیث نمبر (

419

) اور السلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ حدیث نمبر (

5298

) میں اسے موضوع قرار دیا ہے .

اور
تیسری حدیث درج ذیل ہے :

عبد
اللہ بن ابی اوفی بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جس
کسی کو بھی اللہ سبحانہ وتعالی کی جانب یا پھر کسی بنی آدم کی طرف کوئی حاجت ہو تو
وہ اچھی طرح وضوء کرے اور دو رکعت ادا کرکے اللہ کی حمد وثنا بیان کرکے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور پھر یہ کلمات کہے :

"

لا
اِلہ اِلا اللہ الحلیم الکریم ، سبحان اللہ رب العرش العظیم ، الحمد للہ رب العالمین
، اَسائلک موجبات رحمتک ، وعزائم مغفرتک ، والغنیمۃ من کل بر ، والسلامۃ من کل اِثم ،
لاتدع لی ذنبا اِلا غفرتہ ، ولاھما اِلا فرجتہ ، ولا حاجۃ ہی لک رضا اِلا قضیتھا یا
اَرحم الراحمین
"

اللہ
حلیم وکریم کے علاوہ کوئی معبودبرحق نہیں ، رب عرش عظیم کا مالک اللہ سبحانہ و
تعالی پاک ہے ، سب تعریفات وحمد اللہ رب العالمین کے لیے ہیں ، اے اللہ میں تجھ سے
تیری رحمت واجب ہونے والے امور طلب کرتا ہوں ، اور تیرے بخشش کا طلبگار ہوں ، اور ہر
نیکی کی غنیمت چاہتا ہوں ، اور ہر گناہ سے سلامتی طلب کرتا ہوں ، میرے سب گناہ معاف
کردے ، اور میرے سارے غم وپریشانیاں دور فرما ، اور تیری رضا وخوشنودی کی جو بھی
حاجت وضرورت ہے وہ پوری فرما اے ارحم الراحمین "

سنن
ترمذی حدیث نمبر (
479
) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (
1384
).

امام
ترمذی اس حدیث کے متعلق کہتے ہیں : یہ حدیث غریب ہے ، اور اس کی سند میں کلام کی گئ
ہے.

اور
علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف الترغیب حدیث نمبر (
416
) میں ذکر کیا اور اسے ضعیف جدا یعنی بہت زیادہ ضعیف قرار دیا ہے.

اس

حدیث کا ضعف سوال نمبر (

10387

) کے جواب میں بیان ہوچکا ہے آپ اس کا مطالعہ کریں.

چوتھی

حدیث درج ذیل ہے :

انس

رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اے

علی کیا میں تجھے ایک دعا نہ سکھاؤں جب تجھے کوئی غم و پریشانی ہو تو اپنے رب سے
دعا کرو تو اللہ کے حکم سے یہ دعاء قبول ہو اور تیری پریشانی و غم دور ہوجائے ؟

وضوء

کر کے دو رکعت ادا کرو اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد اپنے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر درود پڑھو اور اپنے لیے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے بخشش
کی دعا کرکے یہ کلمات ادا کرو :

"

اللھم أنت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون، لا إلہ إلا اللہ العلی العظیم،
لا إلہ إلا اللہ الحلیم الکریم، سبحان اللہ رب السموات السبع ورب العرش العظیم،
رب العالمین، اللھم کاشف الغم، مفرج الھم، مجیب دعوۃ المضطرین إذا
دعوک، رحمن الدنیا والآخرۃ ورحیمھما، فارحمنی فی حاجتی ہذہ بقضائہا ونجاحہا رحمۃ
تغنینی بہا عن رحمۃ من سواک"

اے

اللہ تو اپنے بندوں کے مابین فیصلہ کرنے والا ہے جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں، اللہ
علی العظیم کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اللہ حلیم و کریم کے علاوہ کوئی معبود
برحق نہیں، آسمان و زمین اور عرش عظیم کا مالک اللہ سبحانہ وتعالی پاک ہے، سب
تعریفات اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، اے غموں کو دور کرنے والے اللہ، اور پریشانیوں
کو دور کرنے والے، مجبور ولاچار کی دعا کو قبول کرنے والے، دنیا و آخرت کے رحمن

اوردونوں کے رحیم، میری اس حاجت وضرورت میں مجھ پر رحم فرما کراس ضرورت کو پورا کراور مجھ پر ایسی رحمت فرما جو مجھے تیری رحمت کے علاوہ باقی سب سے مستغنی کردے
"

اسے
اصبھانی نے روایت کیا ہے دیکھیں : الترغیب والترھیب (
275/1
).

علامہ
البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف الترغیب (
417
) میں ضعیف قرار دیا اور کہا ہے : اس کی سند مظلم یعنی اندھیری ہے اس میں ایسے روات ہیں جو معروف نہیں. اور السلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ (
5287
) بھی دیکھیں.

خلاصہ
یہ ہوا کہ :

اس
نماز کے متعلق کوئی حدیث صحیح نہیں، اس لیے مسلمان شخص کے لیے یہ نماز ادا کرنا مشروع نہیں، بلکہ اس کے مقابلہ میں جو صحیح احادیث میں نمازیں اور دعائیں اوراذکار ثابت ہیں وہی کافی ہیں.

دوم :

سوال
کرنے والی کا یہ کہنا کہ :

میں
نے اس کا تجربہ کیا ہے اوراسے فائدہ مند پایا ہے"

اس کے

علاوہ بھی کئی لوگ ایسی بات کرچکے ہیں، اور پھر اس طرح کے اقوال سے شریعت ثابت نہیں ہوتی اور کوئی امر مشروع نہیں ہوجاتا.

شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"صرف

تجربہ کی بنا پر ہی سنت ثابت نہیں ہوجاتی اور نہ ہی دعاء کی قبولیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ قبول کا سبب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، بعض اوقات اللہ تعالی تو سنت کے علاوہ کسی اور چیز کے توسل سے بھی دعا قبول فرلیتا ہے، کیونکہ اللہ ارحم الراحمین ہے، اور بعض اوقات دعا کی قبولیت بتدریج ہوتی ہے" انتہی مختصرا

دیکھیں : تحفۃ الذاکرین (

140

).

اور

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں :

"اور

جو یہ ذکر کیا گیا ہے کہ فلان شخص نے اس کا تجربہ کیا تو اسے صحیح پایا، اور فلان نے بھی تجربہ کیا تو اسے صحیح پایا؛ یہ سب اس حدیث کے صحیح ہونے پر دلالت نہیں کرتا، بعض اوقات انسان کوئی تجربہ کرتا ہے اور اسے اس کا مقصود حاصل ہوجاتا ہے تو یہ اس کے متعلق جو کچھ کہا گیا یا جو وارد ہوا ہے اس کے صحیح ہونے پر دلالت نہیں کرتا، کیونکہ ہوسکتا ہے اس کا حصول قضاء وقدر سے ہوا ہو، یا پھر فاعل کے لیے ابتلاء وامتحان ہو، تو کسی چیز کا ہوجانا اس کے متعلق وارد ہونے کے صحیح ہونے پر دلالت نہیں کرتا" انتہی

دیکھیں : المنتقی فتاوی الشیخ الفوزان (

46/1

).

واللہ

اعلم.